حقائق کے آئینہ میں ایک اہم تحریر

امریکہ کی طالبان دشمنی

الطاف الرحمٰن

۱۹۷۹ء سے افغان سرزمین پر آگ اور خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے جب روسی فوج نے افغانستان پر قبضہ کرنے کے لیے افغانیوں کا قتل عام شروع کیا روس افغانستان پر قبضہ کر کے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کر کے ناقابل تسخیر قوت بننے کے خواب دیکھ رہا تھا امریکہ سمیت پوری دنیا کو یقین ہو چلا تھا کہ روس کو اب کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی اور اس کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں مگر جب افغانیوں نے اللہ کی مدد و نصرت کا بھروسا کر کے روس کا مقابلہ شروع کیا تو عرب ممالک پاکستانیوں سمیت امریکہ نے بھی روس کو ختم کرنے کے لیے افغانیوں کا بھرپور مالی تعاون کیا اور اسلحہ بھی دیا اور افغانی قوم نے دنیا کے دیگر حصوں سے آنے والے مجاہدین کی قربانیوں کی ایک لمبی تاریخ رقم کرنے کے بعد ۱۹۸۹ء میں روس کو نہ صرف واپس جانے پر مجبور کر دیا بلکہ جب روسی فوجیں واپس ہوئیں تو اس وقت تک روس کی اکثر ریاستیں آزاد اور خود مختار ہو چکی تھیں روس کے جانے کے بعد مجاہدین اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور زندہ رہنے کے لیے اپنے ٹوٹے پھوٹے گھروں اور کاروبار کو جوڑنے لگے مگر اقتدار کے بھوکے نام نہاد جہادی رہنما آپس میں لڑ پڑے کابل شہر اور گردونواح بم اور میزائلوں سے لرز اٹھے بے گناہ انسانوں کے خون سے اپنے ہی ہاتھ رنگین ہونے لگے سعودی عرب اور پاکستان کی زبردست کوششوں سے ۱۹۹۲ء میں ربانی کی مخلوط حکومت قائم ہو گئی۔ اور ذرا دیر کے لیے توپوں کے دہانے ٹھنڈے ہو گئے مگر دو سال بعد جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے کابل و دیگر شہروں پر آگ برسنے لگی۔ خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ ربانی حکومت برائے نام رہ چکی تھی۔ جس کے ساتھ چار غنڈے اور اسلحہ تھا وہی ملک کا بادشاہ تھا قانون نام کی کوئی چیز ملک میں نہ تھی ہر طرف قتل و غارت، لوٹ مار ظلم و تشدد اور آبروریزی کا بازار گرم تھا ان حالات میں اچانک افغانی قوم کے لیے رحمت خداوندی بن کر طالبان کی جماعت اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے ۹۸٪ حصہ پر چھا گئی ملا عمر کی قیادت میں اٹھنے والی اس تحریک نے افغانی قوم کو قانون، عدل و انصاف، امن اور خوشحالی دی، عزت، جان اور مال کا تحفظ دیا گیا۔ وہ لوگ جو زندگی سے مایوس ہو چکے پھر سے زندگی کی طرف لوٹ آئے یوں محاذ جنگ پر لڑنے کے ساتھ ساتھ طالبان نے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے دن رات محنت کرنے لگے ایک طویل گھٹن کے بعد افغانی قوم نے سکون کا سانس لیا مگر امریکہ اور اس کے حواریوں کو افغانی قوم کا امن و امان میں رہنا کبھی نہ بھایا۔ کفار نے جھوٹے پروپیگنڈوں اور منظم سازشوں کے ذریعے طالبان حکومت کو ہمیشہ مشکلات میں رکھنے کی کوشش کی، اسامہ بن لادن کو بہانہ بنا کر امریکہ نے پوری دنیا میں واویلا کیا۔ اسامہ بن لادن پر یہ الزام لگایا کہ وہ دنیا کے مختلف حصوں میں بم دھماکوں میں ملوث ہے اور اس کی گرفتاری کے بہانے نہ صرف افغانستان پر حملہ کیا بلکہ اقتصادی پابندیاں لگا دیں، بظاہر طالبان حکومت کو

تسلیم نہ کرنا بھی اسامہ بن لادن ہی ہیں مگر حقیقت اس کے برعکس ہے طالبان اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں تو اس کی مشکلات کم ہونے کے بجائے زیادہ ہوں گی۔ آفرین ہے طالبان کی قیادت پر کہ ہر دباؤ سہہ گئے، ہر لالچ کو ٹھکرا دیا، کسی دھمکی کی پرواہ نہ کی، شروع دن سے جو بات کہہ دی اسی پر ڈٹے ہوئے ہیں ان کے مؤقف میں ذرا بھی لچک نہیں آئی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسامہ کو دے کر بھی ہم امریکہ کے نور نظر نہیں بن سکتے امریکہ کا ہدف اسامہ نہیں اسلامی نظام حکومت ہے۔

اس بات کا اعتراف اقوام متحدہ کی ایک ترجمان اپنے ایک انٹرویو میں کر بھی چکی ہے بقول JESSIA JIJI کے ہم (امریکہ اور اقوام متحدہ) طالبان کو افغانستان کے جائز حکمران نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ملک کے ۹۸٪ حصے پر قابض ہیں اور ملک میں ان کی کرنسی چل رہی ہے مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

امیر المؤمنین ملا عمر مجاھد نے طالبان کی پالیسیوں اور موقف کو دنیا کے سامنے لانے اور مغربی پروپیگنڈوں سے پردہ اٹھانے کے لیے اپنے انتہائی قابل اعتماد ساتھی ملا عبدالحکیم مجاھد کو اقوام متحدہ کا سفیر نامزد کر کے نیویارک میں رکھا ہے ملا عبدالحکیم مجاہد نہ صرف جید عالم دین اور تجربہ کار اور نڈر کمانڈر ہیں بلکہ اپنے موقف کو سمجھانے اور گفتگو کے فن سے پوری طرح واقف ہیں سیاست قانون اور معاملہ فہمی میں بھی ثانی نہیں رکھتے، پشتو، فارسی، انگلش اور عربی زبانیں مادری زبان کی طرح بولتے ہیں پاکستان میں سفیر رہ چکے ہیں اسی قابلیت اور صلاحیت کی وجہ سے اب نیویارک میں ہیں چونکہ اقوام متحدہ میں افغانستان کی نمائندگی شمالی اتحاد کو دی گئی ہے جس کے پاس دو فیصد علاقہ بھی نہیں اور جو ہے وہاں قانون، انصاف اور حکومت نام کی کوئی چیز موجود نہیں طالبان کے سفیر کو اقوام متحدہ کے اجلاسوں میں شرکت کی اجازت نہیں جس کی وجہ سے ملا مجاہد نے اقوام متحدہ کے دفاتر سے بہت دور اپنا دفتر قائم کر رکھا ہے اور روزانہ اقوام متحدہ کے دفاتر چکر لگا کر مختلف ملکوں کے وفود سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان کو اپنی پالیسیاں بتانے کی سعی کرتے ہیں۔ جیسا کہ مگر تاحال بات اسامہ سے آگے نہیں بڑھی۔

اقوام متحدہ میں افغانستان کی نمائندگی برھان الدین ربانی کو دی گئی ہے۔ وہ برھان کہ جس کے پاس افغانستان میں رہنے کو جھونپڑی تک میسر نہیں۔ ربانی کا نمائندہ ھارون امین اپنے عملے کے ۱۳ ارکان کے ساتھ اقوام متحدہ میں موجود ہے ان کا دفتر لینگر لنگسٹن ایور نیو یارک میں ۳۱ گلی میں موجود ہے بقول ہارون امین کے ہم اقوام متحدہ میں افغان قوم کی بھرپور نمائندگی کر رہے ہیں۔

طالبان نے بنیادی ڈھانچوں میں تبدیلی کر کے خواتین کی تعلیم، علاج اور ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں۔

اسامہ بن لادن کے مسئلہ کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو پھر بھی امریکہ اور اس کے ساتھی افغان حکومت کو اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے جب تک افغانستان میں ان کی مرضی اور خواہش کی حکومت نہیں بن جاتی جسے وہ وسیع البنیاد حکومت کا نام دیتے ہیں اس کا مطلب واضح ہے امریکہ کو اسامہ کی خاص ضرورت نہیں وہ تو محض ایک بہانہ ہے اصل مقصد افغانستان میں تمام فریقوں کو یکجا کر کے ایک حکومت تشکیل دینی ہے

جس میں قاتل احمد شاہ مسعود، شیعہ رہنما، کریم خلیل، کمیونسٹ رشید دوستم مکار ربانی دین مرکزی کردار ہوں موجودہ اقتصادی پابندیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے نیو یارک میں ملا عبدالحکیم مجاہد نے بلاٹوک کہا ہے گزشتہ بیس برس سے افغانستان جنگ کے شعلوں میں جل رہا ہے ملک کا بنیادی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو چکا ہے لاکھوں شہری شہید ہو گئے ہیں چالیس لاکھ سے زائد افغانی مہاجرین بن کر در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں طالبان حکومت سے قبل افغانستان کا شمار دنیا کے مفلوک الحال اور تہی دست ممالک میں ہوتا تھا۔ ہم نے ملک کو بدمعاشوں، لٹیروں اور ظالموں سے چھین کر افغانی قوم کو امن، عدل اور سکون دیا ملک میں تیزی سے تعمیر نو کا کام شروع کیا عوام کی فلاح و بہبود کے لیے مصروف ہوئے ملک تیزی سے ترقی کی منازل طے کرنے لگا تو امریکہ نے پابندیوں کے ذریعے ترقی کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے مگر امریکہ اور اس کے حوالی موالیوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم عیش و عشرت اور سہولتوں کی خاطر اپنے ملک، ضمیر اور ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔

اسامہ بن لادن پر بم دھماکوں کے جھوٹے الزامات میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہیں کر سکا

ملا عبدالحکیم مجاہد کے اس بے باک بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکی ترجمان بار نیٹ روبن نے کہا کہ ملا مجاہد نے بڑے اچھے انداز میں طالبان کا دفاع کیا ہے ان کی آواز ایک مؤثر اور بھرپور آواز ہے اگر انہیں امریکہ میں طالبان کا نمائندہ تسلیم کر لیا جائے تو دنیا بہت جلد طالبان حکومت کو تسلیم کر لے گی وہ اپنے مؤقف اور پالیسیوں کو بڑے اچھے انداز میں سمجھاتے ہیں۔

اسامہ کے بعد طالبان حکومت کو تسلیم نہ کرنے کا ایک جھوٹا پروپیگنڈا انسانی حقوق کی پامالی ہے واشنگٹن میں طالبان حکومت کی مخالف تنظیم ایف ایم ایف یعنی۔ Feminist majority fondation دن رات واویلا کر رہی ہے F.M.F کے سربراہ کا کہنا ہے کہ افغانی خواتین کو برقعہ پہنا کر اس کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے طالبان نے ایک فتویٰ کے ذریعے تعلیم کے دروازے بند کر دیئے ہیں انہیں روزی کمانے نہیں دیا جاتا، ہسپتالوں میں علاج سے روک دیا گیا ہے ان کے سفر پر پابندی لگا دی گئی ہے ہم افغان خواتین پر سے مردوں کی اجارہ داری کے خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

طالبان تحریک نے افغانی قوم کو قانون، عدل وانصاف، امن، خوشحالی دی ہے

ملا عبدالحکیم مجاہد نے اس تنظیم کے اعتراض پر گفتگو کرتے ہوئے طالبان کی پالیسی سے آگاہ کیا یہ تمام اعتراضات طالبان حکومت کے خلاف منفی پروپیگنڈے ہیں۔ انہوں نے کہا ان اداروں کو گزشتہ حکومت نے تباہ کیا ہے تعلیم کے ماحول کو بگاڑا، ادویات کی عدم دستیابی، ڈاکٹروں کی کمی، دفتروں کے ماحول کی تباہی اور دیگر وجوہات کی بنا پر طالبان نے فتویٰ دیا تھا کیونکہ ابتداء میں یہ سہولتیں موجود نہیں تھی مگر اب اس

فتویٰ میں نرمی کر دی گئی ہے خواتین کے لیے الگ تعلیمی ادارے قائم ہیں ہسپتالوں میں لیڈی وارڈ بنا لئے ہیں پہلے کام کرنے والی خواتین کو واپس ڈیوٹیوں پر بلا لیا گیا ہے اور مزید اقدامات کئے جا رہے ہیں نیو یارک کی ایک تنظیم کمیشن برائے مہاجر خواتین اور بچے طالبان کے اس اقدام کو تسلیم کرتے ہوئے اقرار کرتی ہے کہ طالبان نے تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی ڈھانچوں میں تبدیلی کر کے خواتین کی تعلیم، علاج اور ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں۔

ربانی کا نمائندہ اپنے عملہ کے ۱۳ ارکان کے ساتھ اقوام متحدہ کی نشستوں پر موجود ہے

اقوام متحدہ نے ان تمام باتوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے افغانستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی ہیں مگر اس سے قبل جولائی۔ ۱۹۹۹ء میں امریکہ نے ان پابندیوں کا آغاز کر دیا تھا کلنٹن کے خصوصی حکم پر طالبان کے تمام اثاثے منجمد کر دیئے گئے طالبان اور امریکی کمپنیوں کے درمیان طے ہونے والے معاہدے منسوخ کر دیئے گئے ان اثاثوں میں افغان ایئرلائن کے ۵ لاکھ ڈالر بھی تھے اس موقع پر ملا عبدالحکیم مجاہد نے امریکہ کو دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ان پابندیوں سے افغان معیشت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ امریکہ اور طالبان کے درمیان پہلے ہی سے تجارتی لین دین موجود نہیں جب اس پابندی سے کچھ حاصل نہ ہوا تو امریکہ نے ۶ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اقوام متحدہ کو باقاعدہ تحریری درخواست دی تھی جس میں یہ اپیل کی گئی تھی کہ اگر اقتصادی پابندیوں سے بھی ہمارے مقاصد پورے نہیں ہوتے تو امریکہ کو طاقت کے استعمال کی اجازت دی جائے تاکہ ان افغان ملاؤں کا دماغ درست کیا جا سکے اور ساتھ ہی طالبان کو چودہ نومبر کی ڈیڈ لائن دیدی گئی اس کے اندر اندر اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیا جائے ورنہ اقتصادی پابندیاں لگا دی جائیں گے امریکی ڈیڈ لائن مسترد کرتے ہوئے امیر المومنین ملا عمر مجاہد نے کہا ہم فرانسیسی شراب کے عادی نہیں ہم پہلے بھی خشک روٹی اور پیاز پر گزارہ کرتے تھے اب بھی کر لیں گے۔

اس جواب کے بعد امریکہ اور اس کے حواری موالی جان چکے تھے کہ طالبان قیادت جھکنا نہیں جانتی وہ کبھی بھی اسامہ کو ہمارے حوالے نہیں کریں گے اور نہ ہی ہماری خواہش کے مطابق وسیع البنیاد حکومت قائم کرنے پر راضی ہوں گے وہ اپنی درخواست کے پہلے مرحلہ پر عمل کروا چکے ہیں اور اب اس انتظار میں ہیں کہ درخواست کے دوسرے مرحلے پر کیسے عمل پیرا ہوں اور افغانستان پر طاقت کا استعمال کریں دراصل امریکہ کا اصل مقصد ہی افغانستان کو بموں اور میزائلوں سے تباہ کرنا ہے طالبان کو اقتدار سے محروم کرنا اور اپنے مفاد کے لوگوں کو حکومت میں شامل کرنا یہ تمام گر جو استعمال کئے جا رہے ہیں وہ صرف بہانے ہیں مگر امریکہ کو روس کا حشر سامنے رکھتے ہوئے کوئی قدم اٹھانا ہو گا کیونکہ امریکہ روس سے زیادہ فوجی طاقت اور اسلحہ نہیں رکھتا اس کے باشندے اور کاروبار پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے امریکی عوام پہلے ہی مصائب اور مشکلات سے دو چار ہے۔ افغانستان کے بجائے امریکہ کو اپنی عوام کی طرف توجہ دینی چاہیے۔